© rasailojaraid.com

ان سے نمایاں طور پر ثابت ہوا کہ فرض نماز باجماعت مسجد میں ہونی چاہئے، کیونکہ تعمیرِ مساجد کا مقصد یہی ہے، دوسری آیت لب ولہجہ کو سامنے رکھتے ہوئے ملاحظہ ہو۔

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ (نور۔ ۵)

ان گھروں میں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کی تعظیم کی جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے ان (مسجدوں) میں صبح و شام ایسے لوگ (نمازوں میں) اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جن کو اللہ کی یاد سے اور (بالخصوص) نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خرید غفلت میں ڈالنے پاتی ہے اور نہ فروخت۔

اس آیت کا طرزِ بیان بھی بتلاتا ہے کہ مسجدوں کا یہ واجبی حق ہے کہ اللہ کی دوسری عبادت اور نماز انہی میں ادا کی جائے کیونکہ بیوت سے مراد مسجد ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے دیکھا کہ جونہی فرض نماز کے لئے اذان پکاری گئی بازار والوں کی ایک جماعت سب چھوڑ چھاڑ مسجد چل کھڑی ہوئی، یہ منظر دیکھ کر آپ نے بے ساختہ فرمایا انہی لوگوں کے متعلق کتابِ مقدس کا اعلان ہے رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ الخ۔

احادیث سے ثبوت | اس باب میں حدیثیں بکثرت آئی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازیں مسجدوں ہی میں ادا کی جائیں، مسلم شریف کی ایک لمبی حدیث میں یہ الفاظ آتے ہیں جس کے راوی عبداللہ بن مسعودؓ ہیں

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علمنا سنن الھدیٰ وان من سنن الھدیٰ الصّلٰوۃ فی المسجد الذی یؤذن فیہ ... وَاِنَّکُمْ صلیتم فی بیوتکم کما

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سنن ھدیٰ کی تعلیم فرمائی اور سنن ھدیٰ سے ہی یہ ہے کہ نماز اس مسجد میں ادا کی جائے جس میں اذان ہوتی ہو، اگر تم نے اپنے گھروں میں نماز پڑھی جیسا کہ یہ منافق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يصلي هذا المتخلف في بيته لتركتم سنة نبيكم ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم (صفحہ ۲۳۲ ج ۱)

اپنے گھر میں نماز پڑھتے ہیں تو یقیناً تم نے اپنے نبی کی سنت ترک کر دی اور جس وقت تم نے اپنے نبی کی سنت ترک کر دی یقین کرو گمراہ ہو چکے ہو

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

صلوة الرجل في الجماعة تضعف على صلوته في بيته وسوقه خمسا وعشرين ضعفا وذالك انه اذا توضأ فاحسن الوضوء ثم خرج الى المسجد (بخاری)

مرد کی جماعت کی نماز اس کی اس نماز سے جو اپنے گھر یا بازار میں پڑھے پچیس گونہ زیادہ ہے اور یہ اس لئے کہ اچھا وضو کیا اور پھر مسجد کو چلا۔

ثم خرج الى المسجد کا جملہ واضح دلیل ہے کہ جماعت کی نماز مسجد ہی میں مطلوب ہے چنانچہ اس سلسلہ میں ابن حجرؒ لکھتے ہیں

مقتضاه ان الصلوة في المسجد جماعة تزيد على الصلوة في البيت والسوق جماعة وفرادى (فتح الباری صفحہ ۹۳ ج ۲)

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جماعت کی نماز جو مسجد میں پڑھی جاتے وہ ثواب میں اس نماز سے بڑھی ہوئی ہے جو گھر اور بازار میں پڑھی جاتے خواہ با جماعت ہو خواہ تنہا تنہا

پھر مزید بحث کے بعد خلاصہ تحریر فرماتے ہیں

بل الظاهر ان التضعيف المذكور مختص بالجماعة في المسجد (فتح الباری صفحہ ۹۳ ج ۲)

بلکہ ظاہر بات یہ ہے کہ چند در چند ثواب کی زیادتی جو مذکور ہوئی وہ مسجد کی با جماعت نماز کے ساتھ مختص ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ باجماعت نماز کے سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

وکان الاسود اذا فاتتہ الجماعۃ ذھب الی مسجد آخر وجاء انس رضؓ الی مسجد قد صلی فیہ فاذن واقام وصلی جماعۃ (بخاری)

حضرت اسودؓ کی جب جماعت چھوٹ جاتی تھی تو جماعت کے لئے دوسری مسجد میں تشریف لیجاتے اور حضرت انسؓ ایک مسجد میں آتے جہاں جماعت ہو چکی تھی تو آپ نے پھر اذان پکاری اقامت کہی اور باجماعت نماز ادا کی

ان تعلیقات سے بھی معلوم ہوا کہ جماعت کی نماز کو مسجد کے ساتھ خصوصیت حاصل ہے تب تو حضرت اسود رضی اللہ عنہ جماعت نہ ملنے کی صورت میں دوسری مسجد کا قصد فرماتے، اور وہاں جماعت سے نماز ادا کرنے کی سعی کرتے، گھر وغیرہ میں جماعت ثانیہ کا خیال تک نہ کرتے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس کے تحت رقمطراز ہیں۔

والذی یظھر لی ان البخاری قصد الاشارۃ باثر الاسودؓ وانسؓ الی ان الفضل الوارد فی احادیث الباب مقصور علی من جمع فی المسجد دون من جمع فی بیتہ . . لان الجمع لو لم یکن مختصا بالمسجد لجمع الاسود فی مکانہ ولم ینتقل الی مسجد اخر لطلب الجماعۃ ولما جاء انسؓ الی مسجد بن رفاعۃ (فتح الباری ج۲ ص۹)

مجھ پر جو کچھ ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ بخاریؒ نے حضرت اسود اور انسؓ کے اثر کو بیان کر کے اس بات کی طرف اشارہ کرنا چاہا ہے کہ جو فضیلت اور ثواب کی زیادتی اس باب کی حدیثوں میں مذکور ہے وہ اس باجماعت نماز کے لئے متعین ہے جو مسجد میں پڑھی جائے، گھر کی جماعت کے لئے نہیں اگر جماعت کی نماز مسجد کے ساتھ مخصوص نہ ہوتی تو یقیناً حضرت اسودؓ اپنے مکان میں جماعت کرتے اور طلب جماعت کے لئے دوسری مسجد نہ جاتے اور نہ حضرت انسؓ ہی ابن رفاعہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی مسجد میں تشریف لائے۔

ان تصریحات کے بعد یہ مسئلہ صاف ہو جاتا ہے کہ جماعت کی نماز مسجد ہی میں مطلوب ہے اور مسجد کو اس باب میں خصوصیت حاصل ہے گھر میں باجماعت نماز مسجد چھوڑ کر پڑھی نہیں جا سکتی۔ یہی حافظ ابن حجر ایک دوسری حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

والمقصود الاصلی فی الجماعۃ ایقاعہا فی المسجد (فتح الباری)

جماعت کا مقصد اصلی یہ ہے کہ وہ مسجد میں قائم کی جائے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں

در بدائع گفتہ کہ واجب است، برحر، عاقل، بالغ کہ معذور نیست حاضر شدن بمسجد برائے جماعت۔ (اشعۃ اللمعات ص۴۴۶ ج۱)

بدائع میں ہے کہ آزاد، عاقل، بالغ جو معذور نہیں ہے اس پر جماعت کی نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہونا واجب ہے۔

حافظ ابن قیم تو تصریح فرماتے ہیں کہ عذر شرعی کے نہ ہونے کی شکل میں جماعت کی نماز کے لئے مسجد کی حاضری فرض عین ہے البتہ جب کوئی عذر شرعی درپیش آجائے تو مسجد کی حاضری لازمی نہیں رہتی، ان کے الفاظ یہ ہیں۔

ومن تامل السنۃ حق التامل تبین لہ ان فعلہا فی المساجد فرض علی الاعیان الا لعارض یجوز معہ ترک الجمعۃ والجماعۃ فترک حضور المسجد لغیر عذر کترک اصل الجماعۃ لغیر عذر (کتاب الصلوۃ ص۱۰۶)

جن لوگوں نے سنت میں پورے طور پر غور وفکر کیا ہوگا ان پر یہ بات منکشف ہو گئی ہوگی کہ نماز باجماعت کی ادائیگی مسجد میں فرض عین ہے البتہ اگر کوئی ایسا عارض درپیش آجائے کہ جمعہ اور جماعت کا ترک جائز ہو جائے تو دوسری بات ہے ورنہ بغیر عذر شرعی مسجد کی حاضری کا ترک ایسا ہی ہے کہ کوئی بغیر عذر شرعی اصل جماعت چھوڑ دے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کی یہ رائے متعدد حدیثوں کے اسلوبِ بیان کے پیشِ نظر ہے، اگر ان کے حنبلی ہونے کی وجہ سے فرض عین ہونے کو نہ بھی مانئے تو اس کے وجوب اور اہم ہونے میں تو کوئی شبہ ہی نہیں ہے کیونکہ یہ وہ چیز ہے جس کو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی بھر نباہا اور مسجد حاضر نہ ہونیوالوں پر شدید ترین غصہ کا اظہار فرمایا۔ آپ کے صحابہ کرام کا عمل بھی یہی رہا جس کی تفصیل ابھی آرہی ہے

افضل الرسل کا دستور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حافظ ابن قیمؒ جیسے ذمہ دار کا بیان ہے

ان ھدیہ صلعم کان فعل الفرائض فی المسجد الا لعارض من سفر او مرض او غیرہ مما یمنعہ من المسجد (زاد المعاد ج ۱ ص ۱۰۸)

رحمت عالم صلعم کا دستور یہ تھا کہ آپ فرض نمازیں مسجد میں ادا کرتے مگر کوئی مجبوری پیش آجاتی جو مسجد سے روکدیتی، جیسے سفر اور بیماری وغیرہ جس میں بالکل طاقت نہیں رہتی)

قیامت کے دن "دیدار الٰہی" جو سب سے بڑی نعمت ہے اس کے لئے جب اجتماع ہوگا تو ان میں ان لوگوں کو جو بہ پابندی مسجد جاکر امام کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں ممتاز جگہ حاصل ہوگی (زاد المعاد ص ۱۰۸)

ایک صحابی کا وعظ جیسا کہ عرض کیا گیا صحابۂ کرام کا جوش عملی جماعت کے باب میں جو تھا وہ اپنی جگہ تفصیل سے انشاء اللہ آئیگا مگر یہاں صرف ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے جس سے عہد نبوی میں حاضری مسجد کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، کہ اس کو کس قدر اہمیت حاصل تھی، حضرت عتاب بن اسیدؓ مکہ کے گورنر تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر جب مکہ پہنچی، تو یہ پہلے مارے خوف کے چھپ گئے اس وقت حضرت سہیل بن عمرو نے خطبہ دیا ان کو جب یہ معلوم ہوگیا کہ اہل مکہ اسلام پر علی حالہ قایم ہیں تو حضرت عتابؓ کو نکالا اور انھوں نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا

یا اھل مکۃ واللہ لا یبلغنی ان احدا منکم متخلف عن الصلاۃ فی المسجد

اے اہل مکہ! خدا کی قسم اگر مجھے یہ خبر پہنچی کہ تم میں کا کوئی قصداً جماعت کی نماز کے لئے مسجد نہیں آیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فی الجماعۃ الا ضربت عنقہ — تو میں اس کی گردن مار دوں گا۔

(کتاب الصلوٰۃ لابن القیم ص۱۰۶)

یہ سن کر اہل مکہ ان کے بہت ممنون ہوتے اور ان کی اس تقریر کو بہت سراہا ــــ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی دوربین نگاہ میں مسجد کی حاضری کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔

نماز مسجد میں ادا کرنا شعار دین ہے | اس سلسلہ میں اب زیادہ طول دینا مناسب نہ ہوگا مگر یہ ذکر فائدے سے خالی نہیں کہ علماء نے انہی وجوہ کی بناء پر مسجد کے اندر جماعت کی نماز کو شعار دین قرار دیا ہے۔ حافظ ابن قیمؒ کے الفاظ ہیں

فان الصلاۃ فی المسجد من اکبر شعائر الدین وعلاماتہ (کتاب الصلوٰۃ ص۱۰۶) — بلاشبہ مسجد میں جمع ہو کر نماز ادا کرنا دین کا ایک بڑا شعار اور اس کی علامت ہے۔

نظم جماعت اور اس کی اہمیت | مسجد کے اندر نماز باجماعت کی جو حیثیت ہے اور مسجد کو نماز سے جو گہرا تعلق ہے اس کے ثابت ہو جانے کے بعد بتلاتا ہے کہ جماعت کی نماز کو شریعت میں کیا خصوصیت و مرکزیت حاصل ہے اور اس کی تاکید قرآن و حدیث میں کس اہمیت کے ساتھ آئی ہے۔

قرآن میں حکم | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۱) وَارْکَعُوا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (بقرہ) — اور نماز پڑھو نماز پڑھنے والوں کے ساتھ

اس آیت سے مفسرین نے جماعت کی نماز ثابت کی ہے، بیضاوی شریف میں ہے

وارکعوا مع الراکعین ای فی جماعتھم فان صلوٰۃ الجماعۃ تفضل صلوٰۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ لما فیہا من — اور نماز پڑھو نماز پڑھنے والوں کے ساتھ یعنی ان کی جماعت کے ساتھ، کیونکہ جماعت کی نماز منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ فضیلت رکھتی ہے اس لئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تظاهر النفوس (ج۱) کہ اس میں باہمی تعاون ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

وثانیہما ان المراد صلوا مع المصلین دوسرا مطلب یہ ہے کہ نماز، نماز پڑھنے والوں کے
وعلی ھذا الیزول التکرار فی الاول ساتھ پڑھو، اس مطلب کے لینے میں تکرار بھی ختم
امر تعالیٰ بانامتہا وامر فی الثانی بفعلہا ہو جائیگا گویا پہلی آیت میں اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا اور
فی الجماعۃ (تفسیر کبیر ج۱ ص۳۲۵) دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے نماز با جماعت کا حکم
فرمایا۔

علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ رکوع سے مراد یہاں نماز کا لینا جائز ہے جس طرح سجود کا استعمال نماز کے لئے ہوتا ہے اور معنی یہ ہونگے کہ نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھا کرو۔ پھر ماحصل لکھتے ہیں

کانہ قیل واقیموا الصلوٰۃ وصلوھا مع المصلین لا منفردین (کشاف ج۱ ص۵۳) گویا یہ حکم دیا گیا کہ نماز برپا کرو اور اسے باجماعت ادا کرو۔ اکیلا اکیلا نہ پڑھو۔

اس آیت سے جماعت ہی کی نماز اس لئے مراد ہے کہ اس سے پہلے بالکل متصل اقیموا الصلوٰۃ کی آیت آچکی ہے جس میں اقامتِ نماز کا حکم ہے جس کی طرف امام رازی نے اشارہ بھی کیا ہے اگر رکوع کے کئی معنیٰ نہ ہوتے تو جماعت کی فرضیت کا ثبوت ہوتا، مگر چونکہ متعدد معنی ہیں اس لئے وجوب یا کم از کم سنت موکدہ کا ثبوت تو بہر حال ہوگا۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"خلاصہ یہ ہے کہ پنجوقتہ جماعت ہر ہر فرد پر سنت موکدہ ہے جو بغیر عذر شرعی جیسے بیماری سفر، بارش، آندھی اور طوفان کے ترک نہیں کی جا سکتی ہے اور تمام مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اگر کل کے کل جماعت کے ترک پر اصرار کریں گے تو سب گنہگار ہوں گے کیونکہ یہ سنت شعار دین ہے۔"
(تفسیر عزیزی فارسی سورۃ بقرہ ص۱۳۱)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۲) وَاِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا اَسْلِحَتَهُمْ (نساء - ۱۵)

اور آپ جب ان میں تشریف رکھتے ہوں پھر آپ ان کو نماز پڑھانا چاہیں تو چاہئے کہ ایک گروہ ان میں سے آپ کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور اپنے ہتھیار وہ لوگ لے لیویں۔

اس آیت کے سلسلہ میں صاحب "التعلیق الصبیح" لکھتے ہیں۔

امرھم بالجماعۃ یدل علی وجوبھا حال الامن بالاولی (صہ ج ۲)

اللہ تعالیٰ کا حالت خوف میں جماعت کا حکم دینا دلیل ہے کہ حالت امن میں جماعت بدرجہ اولیٰ واجب ہوگی

تفسیر ابن کثیر میں ہے۔

وما احسن ما استدل بہ من ذھب الی وجوب الجماعۃ من ھذہ الآیۃ الکریمۃ (صہ ج ۱)

اس آیت کریمہ سے جو لوگ جماعت کے وجوب کی طرف گئے ہیں ان کا استدلال بہت ہی خوب ہے

(۳) وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ (یٰس - ۱)

اور ہم لکھتے جاتے ہیں ان اعمال کو جو وہ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے قدم کے نشانوں کو بھی

ای آثار اقدامھم الی المساجد (التعلیق الصبیح صہ ج ۲)

یعنی ان کے قدموں کے نشان جو مسجد جانے میں ہوتے ہیں۔

علماء نے ان کے علاوہ اور آیتوں سے جماعت کا وجوب ثابت کیا ہے، مگر میں نے انھی تین آیتوں پر اکتفا کیا کہ یہ مطلب کے حصول کے لئے کافی و وافی ہے۔

احادیث میں شدید تاکید اس باب میں احادیث بکثرت آئی ہیں، جن سے جماعت کا لزوم، اس کی فضیلت اور تاکید نمایاں طور پر معلوم ہوتی ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔

© rasailojaraid.com

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لقد ھممت ان آمر بحطب یحطب ثم آمر بالصلوٰۃ فیوذن لہا ثم آمر رجلا فیوم الناس ثم اخالف الی الرجال فاحرق علیہم بیوتہم والذی نفسی بیدہ لو یعلم احدھم ان یجد عرقا سمینا او مرماتین حسنتین لشہد العشاء (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں مری جان ہے جی چاہتا ہے کہ لکڑیوں کے ڈھیر کرنے کا حکم دوں پھر نماز کے لئے اذان پکار دی جائے اس کے بعد کسی کو لوگوں کا امام بنا دوں پھر لوگوں کو جا کر دیکھوں اور جو اس وقت گھر میں مل جائیں ان کو جلا ڈالوں خدا کی قسم ان کا حال یہ ہے کہ اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ موٹی ہڈی یا دو کھر ہی مل جائیں گے تو پھر وہ ضرور عشا میں بھی حاضر ہوں گے۔

اس حدیث میں الرجال سے وہ لوگ مراد نہیں ہیں جو بے نمازی ہیں بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو مسجد چھوڑ کر بغیر عذر شرعی اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں جیسا کہ مسلم شریف کی مندرجہ ذیل حدیث میں وضاحت ہے۔

لقد ھممت ان آمر فتیتی فیجمعوا الی حزما من حطب ثم اتی قوما یصلون فی بیوتہم لیست بہم علۃ فاحرقہا علیہم (صحیح)

بلا شبہ جی چاہتا ہے کہ جوانوں کو حکم دوں کہ وہ مرے پاس لکڑیاں ڈھیر لگا دیں پھر میں ان میں جاؤں جو اپنے گھروں میں بلا عذر نماز پڑھتے ہیں اور ان کو گھر سمیت پھونک ڈالوں۔

ان حدیثوں کے ضمن میں امام احمد بن حنبلؒ لکھتے ہیں۔

فلولا ان تخلفہم عن الصلوٰۃ فی المسجد معصیۃ کبیرۃ عظیمۃ لما اھدرھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بحرق منازلہم (کتاب الصلوٰۃ ص۱۲ امام احمد)

اگر مسجد میں جماعت کی نماز سے غیر حاضری گناہ کبیرہ نہ ہوتی تو آنحضرت صلعم انکے گھروں کے جلانے کی تہدید (دھمکی) نہ فرماتے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہی حدیث میں "لتشہد العشاء" کا جملہ بتا رہا ہے کہ یہ تاکید اور ساتھ ہی تہدید وقتی نمازوں کے لئے بھی ہے۔ صرف یہ جمعہ کی نماز کی تاکید کے لئے نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے۔

مسلم شریف میں ایک لمبی حدیث ہے جس سے مسئلہ کی اہمیت خوب ذہن نشین ہو جاتی ہے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں

لقد رأيتنا ما يتخلف عن الصلوة الا المنافق قد علم نفاقه او مريض ان كان المريض ليمشي بين رجلين حتى ياتي الصلوة وقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم علمنا سنن الهدى وان من سنن الهدى الصلوة في المسجد الذي يؤذن فيه وفي رواية قال من سره ان يلقى الله تعالى غدا مسلما فليحافظ على هؤلاء الصلوات حيث ينادى بهن فان الله شرع لنبيكم سنن الهدى وانهن من سنن الهدى ولو انكم صليتم في بيوتكم كما يصلي هذا المتخلف في بيته لتركتم سنة نبيكم ولو تركتم سنة نبيكم لضللتم وما من رجل يتطهر فيحسن الطهور ثم يعمد الى المسجد من هذه المساجد الا كتب الله له بكل خطوة يخطوها حسنة

بلاشبہ ہمیں معلوم ہے کہ بجز کھلے ہوئے منافق یا بالکل نڈھال بیمار کے اور کوئی جماعت کی نماز سے نہیں پچھڑتا ہے بلکہ جو بیمار بھی ہے وہ بھی دو شخصوں کے سہارے چل کر نماز کے لئے مسجد میں آتے ہیں اور انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "سنن ہدیٰ" کی ہمیں تعلیم فرمائی اور بیشک اس مسجد میں نماز پڑھنا جس میں اذان دی جائے سنن ہدیٰ ہی سے ہے ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا جس کو یہ بات خوش لگتی ہے کہ وہ کل (بعد موت) اللہ تعالیٰ سے حالتِ اسلام پہلے تو اس کو چاہئے کہ تمام نمازوں کے لئے جونہی اذان پکاری جائے مسجد میں حاضری دے بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے سنن ہدیٰ کو مشروع فرمایا ہے اور انھیں سے نمازیں ہیں اور اگر دکھیں، تم نے بھی منافق کی طرح گھروں ہی میں نماز پڑھ لی تو بالیقین تم نے اپنے نبی صلعم کی سنت ترک

(باقی آئندہ)

۴م

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابوالمعظم نواب سراج الدین احمد خاں سائل

(۳)

(از جناب مولوی حفیظ الرحمٰن صاحب واصف دہلی)

اس خاندان سے مرزا غالب کے جو روابط اور محبت و مودت کے تعلقات تھے وہ مرزا کے کلام اور خطوط سے واضح طور پر معلوم ہو جاتے ہیں اور مرزا سے رشتہ کے لحاظ سے بھی کئی وابستگیاں تھیں۔

سائل مرحوم کے جد امجد نواب ضیاء الدین احمد خاں کی چچازاد بہن امراؤ بیگم غالب کی رفیقۂ زندگی تھیں۔ سائل مرحوم کے پر دادا نواب احمد بخش خاں کی بہن مرزا غالب کے چچا میرزا نصر اللہ بیگ کو منسوب تھیں سائل کی پھوپھی معظم زمانی (عرف بگا بیگم) باقر علی خاں کامل بن عارف کو منسوب تھیں۔

امراؤ بیگم کی بہن بنیادی بیگم کے صاحبزادے عارف غالب کے متبنیٰ کو سائل مرحوم کے والد کی پھوپھی نواب بیگم منسوب تھیں مرزا زین العابدین خاں عارف اپنے والد اور اپنی والدہ دونوں سلسلوں کے لحاظ سے سائل صاحب کے چچا ہوتے ہیں اس طرح مرزا غالب سائل صاحب کے دادا ہوتے ہیں

"غالب میرے دادا تھے غالب کا میں پوتا ہوں" (سائل مرحوم)

فرماتے تھے کہ جب میری عمر پانچ سال کی تھی اپنے دادا کے ساتھ مرزا غالب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ مرزا صاحب نے مجھے کھانے کی کوئی چیز دی اور خود کسی کام کے لئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اُٹھ گئے اس وقت مرزا کے سامنے کوئی قلمی کتاب تھی جس کا وہ مطالعہ کر رہے تھے اُٹھتے وقت کتاب کھلی چھوڑ دی میں نے کھانے کی چیز کو اسی کتاب پر رکھکر شوق فرمایا۔ اتنے میں دادا آ گئے اور ناراض ہونے لگے مرزا غالب نے یہ دیکھ کر قہقہہ لگایا۔ اور نواب صاحب سے کہا کہ میاں میرا بچہ تو امتحان کی تیاری کر رہا ہے اور تم اس کو ڈانٹ رہے ہو۔ ورق خراب ہو چکا تھا کچھ جھاڑ پونچھ کر کتاب کو رکھ دیا گیا۔ پھر مرزا نے مجھ سے کہا کہ تم اپنے دادا سے فارسی پڑھتے ہو تو ایک شعر کا مطلب تو بتاؤ وہ شعر مجھے یاد نہیں رہا۔ بہر حال کوئی آسان اور سہل شعر تھا۔ میں اس کا مطلب واضح نہ کر سکا تو پھر خود مجھے سمجھانے کی کوشش فرمائی۔

سائل صاحب کا خاندان بلحاظ تہذیب و متانت، وسعت اخلاق اور علم و ادب کے ہندوستان کے ممتاز ترین خاندانوں میں سے تھا سہ

سائل کو تم نہ چشمِ حقارت سے دیکھنا نواب پانچ پشت سے اس کا خطاب ہے

اس خاندان کی روایات کو پیش نظر رکھتے ہوئے بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے۔

ایں سلسلۂ طلائے ناب است ایں خانہ تمام آفتاب است

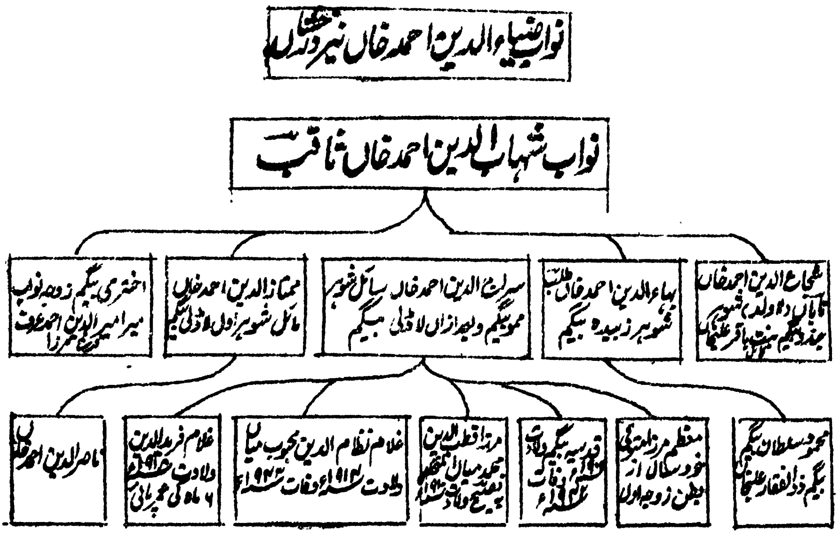

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نواب شہاب الدین احمد خاں ثاقب کے چار بیٹے تھے۔ اول مرزا شجاع الدین احمد خاں تاباں دوم مرزا بہاء الدین احمد خاں طالب، سوم مرزا سراج الدین احمد خاں سائل چہارم مرزا ممتاز الدین احمد خاں مائل اور ایک بیٹی تھیں اختری بیگم۔

مرزا شجاع الدین احمد خاں تاباں | بروز سہ شنبہ ۲۰ رجمادی الثانی ۱۲۷۸ھ مطابق ۲۳ ردسمبر ۱۸۶۱ء میں پیدا ہوئے نواب ضیاء الدین احمد خاں نے مادۂ تاریخ "نور چشم نور چشیم" کہا[۱]۔ علوم مشرقی میں معقول دستگاہ رکھتے تھے شعر و سخن میں نواب حسین علی خاں شاداں مرحوم اور اپنے دادا سے مستفید ہوئے بہت زود گو تھے کلام میں مرزا غالب کا رنگ غالب تھا۔ داغ کے رنگ کو بہت ناپسند کرتے تھے۔ نہایت مغلوب الغضب تھے اور گالیاں عجیب و غریب قسم کی ایجاد کرتے تھے۔ جملہ اصناف سخن میں دخل رکھتے تھے اپنا کلام سنانے کے لئے کسی نہ کسی کو پکڑ لیتے تھے اور گھنٹوں سناتے رہتے تھے۔ اور داد چاہتے تھے۔ اگر کوئی شخص داد نہ دے یا ان کو استاد کے لفظ سے خطاب نہ کرے تو وہ اس کو نااہل سمجھتے تھے۔

حضرت نوح ناروی فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ جبکہ میں حضرت سائل کے دولت خانے پر بطور مہمان مقیم تھا تاباں صاحب بھی سائل صاحب کے مکان پر موجود تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد اپنے گھر جانے لگے اور مجھ کو پکڑ لیا کہ میرے گھر چلو میں نے عرض کیا کہ ابھی کھانا نہیں کھایا ہے اور آپ کے ہاں جا کر معلوم نہیں کس وقت واپسی ہو فرمایا میرے ساتھ کھا لینا جب میں ان کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو گیا تو سائل صاحب نے چپکے سے مجھ کو خدا حافظ کہا۔ میں نے تعجب کے ساتھ سائل صاحب کے چہرے کو دیکھا۔ سائل صاحب نے زیر لب مسکرا کر فرمایا کہ زندگی ہے تو بچ کر آجاؤ گے۔ چنانچہ میں طوعاً و کرہاً تاباں صاحب کے ہاں گیا۔ دوپہر کا وقت تھا بھوک

---

[۱] صحیفۂ ادب

© rasailojaraid.com